

نفاذ شریعت اور افغانستان کا عہد بہ عہد جائزہ

Shariah Implementation and Afghanistan's Phase-by-Phase Review

Dr. Asma Aziz*Assistant Professor, Department of Islamic Studies**Govt. College Women University Faisalabad**Email: asmaaziz@gcwuf.edu.pk***Rubab Fatima***M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies**Govt. College Women University Faisalabad***M. Farooq Iqbal***Ph.D Scholar, Ghazi University, DG Khan***Abstract**

Afghanistan is a landlocked country located in the central and southern part of Asia, i.e. it is landlocked. The history of Afghanistan begins with five hundred years before Christ. Its largest population consists of Pashtuns, that's why the word Afghan is used only for Pashtuns in history. The name of Afghanistan is first mentioned in the world geography in the 10th century book "Hudud al-Alam". It was given the status of an independent state in 1919 under the Anglo-Afghan Treaty. In the last days of Khilafah-e-Rashida, Hazrat Abd al-Rahman bin Samra r.a. advanced in Afghanistan and won victories and the Afghan nation also took Islam as their savior. In every period of Islamic rule, the propagation of Islam in Afghanistan was strengthened. There is no concept of leadership and governance in Afghanistan. No leader or group is unable to unite the country and the division of Afghanistan is also mixed, including ethnic, communal, rural, urban, educated, uneducated, armed. And without arms i.e. keeping arms has also become their identity. Thus, the Afghan people are currently being targeted by the world, especially the United States, who believe that Islam is a religion of violence. But the protection of Afghanistan itself is very beneficial for the Islamic world and especially for Pakistan. Therefore, peace and order in this region and religious traditions and national unity are the most important need of the hour. This research deals with study of implication of Sharih compliance in different regims that helps to suggest the future of this land.

Keywords: Afghanistan, Muslim World, National Unity, Implification of Shariah**افغانستان کا تعارف:**

افغانستان، ایشیا کے وسطی اور جنوبی حصہ میں واقع ایک لینڈ لاک سرزمین و ملک ہے یعنی اس کو کوئی سمندر نہیں لگتا۔ چین، اس کے شمال مشرق میں جبکہ تاجکستان، ازبکستان اور ترکمانستان اسکے شمال میں ہیں، ایران مغرب میں اور پاکستان اس کے مغرب میں واقع ہے۔ افغانستان لفظ افغان سے نکلا ہے یعنی افغانوں کی سرزمین¹۔ اس کی سب سے بڑی آبادی پشتون پر مشتمل ہے اسی وجہ تاریخ میں لفظ افغان پشتونوں پر ہی مستعمل ہے²۔ دنیا کے جغرافیہ پر

افغانستان کا نام سب سے پہلے دسویں صدی کی کتاب ”حدود العالم“ میں ملتا ہے۔³ اینگلو افغان معاہدہ کے تحت 1919ء میں اسے آزاد ریاست کی حیثیت دی گئی۔⁴

اس میں پہاڑوں کا مشہور سلسلہ ہندوکش موجود ہے۔ اس کے اہم شہر کابل، قندھار، غزنی، ہرات، چاشت وغیرہ ہیں۔ یہاں پر فارسی اور پشتون زبان بولی جاتی ہے۔ اخروٹ، بادام، کشمش اور پستہ یہاں کی اہم اور بڑی برآمدی پیداوار ہیں۔ قالین بانی یہاں کی بنیادی صنعت ہے۔ افغان قوم جزیہ ایمانی سے سرشار، بہادر، محنت کش، سخت جان، جانناز اور جنگجو ہیں۔ ابتداء سے اب تک افغانستان، برصغیر کے علاقوں کے لئے دفاعی لائن رہا ہے۔ ماضی مشہور شاہراہ ریشم کا بڑا حصہ اس سے گزرتا تھا۔

افغانستان ماقبل از اسلام:

افغانستان کی تاریخ کا آغاز پانچ سو سال قبل مسیح سے ہے افغانستان میں انسانی آبادی کے آثار ہزار سال قبل ملتے ہیں اور یہاں بے انسانوں کا پیشہ زراعت تھا۔ تقریباً دو ہزار قبل مسیح میں افغانستان پر سب سے پہلے آریاؤں کی پھر ایرانیوں کی حکومت رہی۔ ۳۲۹ قبل مسیح میں سکندر اعظم نے اس کے کئی حصوں پر قبضہ کر لیا ۶۴۲ عیسوی تک اس پر منگولوں، ساسانیوں اور ایرانیوں کے زیر اثر رہا اس کے بعد افغانستان کو مسلمانوں نے فتح کر لیا۔ مسلمانوں سے قبل یہاں کے لوگ بدھ مت، زرتشت، بت پرستی اور ہندو مت مذہب کے بھی پیروکار تھے۔

افغانستان بعد از اسلام:

عالم عرب کے نامور مورخ امیر ٹکیب ارسلان افغانی جذبہ ایمانی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ”میرے رب کی قسم! اگر ساری دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے کہیں بھی اس میں زندگی کی رمت باقی نہ رہے تب بھی کوہ ہمالیہ اور کوہ ہندوکش کے درمیان بسنے والوں میں اسلام زندہ رہے گا اور ان کا عزم جو ان رہے گا“⁵

عہد نبوی و خلافت راشدہ میں افغانستان:

تاریخ میں خراسان افغانوں کا مرکز تھا اور سلطنت ایران کے رقبہ پر پھیلا ہوا تھا۔ ساسانی حکومت کے خاتمہ کے بعد جب خراسان پر ایرانیوں کی حکومت تھی تو افغانوں کو ایرانیوں سے اپنی رہائی کے لیے کسی حکمران یا کسی ایسی قیادت کی ضرورت تھی جو انہیں غلامی سے نکال کر دین فطرت کی طرف لے جائے ایران میں نوشیرواں کی موت کے بعد افغانوں کی امید بر آئی۔ تو افغانستان کے قبائلی سرداروں کی خود مختاری بھی بڑھنے لگی اور انہوں نے خود مختار حکومت قائم کر لی اور ہر ایک نے خود کو ”شاہ“ کے لقب سے آراستہ کر لیا۔ ادھر سرزمین عرب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مدینہ اور ایک اسلامی ریاست کے قیام کی خبریں دیگر دنیا میں پھیل رہی تھیں جس کی وجہ سے افغانوں

میں آزادی کی ایک نئی امنگ پیدا ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایران کے خسر و پرویز کو اسلام کی دعوت کا خط بھی بھیجا اور اس کے دعوت نامہ چاک کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی پیش گوئی کی تھی۔ اسی طرح سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بہت سے علاقے فتح ہوئے اور حضرت عمر کے دور میں فتوحات کا سنہری دور شروع ہوا اور ایران فتح ہوا تو ایرانی بادشاہ نے بھاگ کر خراسان میں پناہ لے لی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان پر اس کا تعاقب جاری رکھا اور مسلمان مختلف علاقے فتح کرتے گئے اور معرکے ہوتے رہے۔ بلخ سے لے کر بخارا تک تمام علاقے مسلمانوں نے فتح کر لئے اور ۲۲ھ میں مسلم جرنیل حضرت احنف قیس رحمۃ اللہ علیہ خراسان پہنچ گئے۔ یہ پہلا موقع تھا جب اسلامی لشکر سرزمین افغانستان کی طرف بڑھا۔ ان فتوحات کی اطلاع جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی تو آپ نے فرمایا:

”کاش ہمارے اور اہل خراسان کے درمیان آگ کا سمندر ہوتا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے ساختہ پوچھا کہ اے امیر مومنین! ایسا کیوں؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس ملک کے لوگ تین بار جھاڑے جائیں گے اور تیسری بار ان کو جڑ سے کاٹ دیا جائے گا میں چاہتا ہوں کہ ایسا مسلمانوں کے ساتھ نہ ہو بلکہ جو پیش آنا ہو وہیں کے باشندوں کے ساتھ پیش آئے“⁶

شمالی افغانستان کے فاتح حضرت احنف قیس رحمۃ اللہ علیہ تھے جبکہ جنوبی افغانستان کے فاتح عاصم بن عمرو تھے اس کے بعد حضرت عمر نے مندرجہ بالا اقتباس کے تناظر میں آگے پیش قدمی روک دی تھی۔ اسلامی سلطنت میں وسعت کے ساتھ روم کی بھی مختلف سلطنتیں مسلمانوں کے زیر اثر آگئی لیکن اس وقت افغانستان جو کہ بہت کم رقبے پر محیط تھا اسے فتح کرنے میں تقریباً بیس سال لگ گئے کیونکہ تمام خلفاء نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تدبیر کو مد نظر رکھا اور ہمیشہ افغان عوام سے حسن سلوک کرنے کی تاکید کی۔ خلافت راشدہ کے آخری زمانے میں حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ نے افغانستان میں پیش قدمی کی اور فتوحات حاصل کیں اور افغان قوم نے بھی اسلام کو اپنے نجات دہندہ کے طور پر لیا۔

عہد اموی میں افغانستان:

۴۳ھ میں عہد خلفائے راشدین کی بعد جنوبی افغانستان میں بغاوت ہوئی جسے کچلنے کے لئے حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ کو کاروائی کے لئے بھیجا آپ نے شاندار فتوحات حاصل کیں۔ اور آپ نے جس ابراہیمی مناظرانہ انداز کے ساتھ مشہور بت ”زوز“ پر وار کیا جو افغانیوں کے لئے کلمہ توحید کی تبلیغ ثابت ہوا۔ آپؓ کے لشکر کے ساتھ بڑے علماء و صوفیاء بھی تھے جن میں حضرت حسن بصریؒ، عمرو بن عبید اللہؒ اور عبدالصمد بن حبیبؒ بھی تھے جنہوں نے افغانیوں

کی خوب ایمانی آبیاری کی جس کا اثر آج تک اس خطہ میں نظر آتا ہے۔ اور افغانستان کی فتوحات کا جو سلسلہ حضرت عمرؓ کے عہد سے ہوا وہ حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ لیکن ان کے بعد عبدالملک بن مروان اور عبداللہ بن زبیرؓ کے درمیان معرکہ انگیزی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جنوبی افغانستان کے مشہور قبائلی سردار رتبیل نے اعلان بغاوت کر دیا اور کئی معرکہ آرائیوں کے باوجود اس پر قابو نہ پایا جاسکا۔ بلاآخر 80ھ میں حجاج بن یوسف کے حکم پر عبدالرحمن بن اشعث نے رتبیل کو پسپا کیا۔

89ھ میں اموی خلیفہ ولید بن مالک کے حکم پر قتیبہ بن مسلم کو باغی حکمران نیزک کی سرکوبی کی مہم جوئی کے لئے بھیجا جو تقریباً دو سال تک جاری رہی۔ اور اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے زمانہ تک افغانستان میں بغاوت و شورشوں کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ اور ان کے بعد مشہور اموی خلیفہ عمر ثانیؓ (99ھ) کا زمانہ افغانستان میں اشاعت اسلام کا سنہری دور تصور کیا جاتا ہے۔ آپ نے شورش زدہ علاقوں میں حکام کو رواداری اور نرمی برتنے کا حکم دیا اسی حوالے سے علامہ جلال الدین سیوطیؒ تاریخ خلفاء میں لکھتے ہیں کہ:

”ایک بار وائی افغانستان جراح بن عبداللہ بن حکمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا تھا: ”کہ اہل افغانستان کا رویہ بہت خراب ہے، انہیں تلوار اور کوڑے کے علاوہ کوئی چیز راہ راست پر نہیں لاسکتی! امیر المومنین مناسب سمجھیں تو مجھے اس کی اجازت دیں“ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خط پڑھ کر یہ جواب لکھوایا: ”تمہارا یہ خیال کہ ان لوگوں کو کوڑے اور تلوار کے سوا کوئی چیز راہ راست پر نہیں لاسکتی سراسر غلط ہے۔ ان کو عدل انصاف اور حق کی نگہداشت راہ راست پر لاسکتی ہے۔ بس حق کو جہاں تک ہو سکے عام کرو“⁷

اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ چار ہزار افغانیوں نے جراح بن عبداللہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ نے خلیفہ کے حکم پر کئی رفاہی کام کئے جن میں جگہ جگہ مسافر خانوں کا قیام تھا۔ احادیث کے ذخیرہ کا کام جس کا آغاز عمر ثانیؓ نے کیا اور محدثین وقت کی کاوشوں کو اسلامی ریاست کے دیگر حصوں میں پہنچایا جس سے افغانستان میں بھی اشاعت اسلام کو فروغ ملا۔ بلخ کے افغانیوں نے قبول اسلام میں سبقت لی اور افغانستان کی پہلی مسجد بھی یہیں بنی اور جلد ہی بلخ اسلامی علوم و فنون کا مرکز بن گیا اور کئی نامور علماء و مشائخ نے یہاں جنم لیا جن میں مشہور صوفی بزرگ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ (161ھ) ہیں جنہوں نے بلخ کی بادشاہت چھوڑ کر فقیری اختیار کی، حضرت شقیق بلخیؒ (۱۹۳ھ) امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد اور امام ابو یوسف کے ہم درس تھے۔ اس کے بعد افغانستان کی کوئی بستی ایسی نہ رہی جس میں کوئی مسجد یا مدرسہ نہ ہو اور نمازیوں اور طلباء سے بھرے نہ ہوں۔ شمالی افغانستان میں ضحاک بن مزاحمؒ کے مدرسہ میں طلباء کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔ اسی طرح افغانستان کے جنوب مغربی شہر ہرات کی مشہور شخصیت حضرت ابراہیم بن

طہمان^(163ھ) جو بڑے محدث اور تبع تابعی تھے اور عبد اللہ بن مبارک⁽¹⁾ اور امام ابو حنیفہ⁽²⁾ آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ یہ زمانہ علوم دینیہ کی ترویج کے عروج کا تھا۔ اس کا اندازہ اس بات لگایا جاسکتا ہے کہ انہی نو مسلم افغانوں میں امام اعظم ابو حنیفہ⁽³⁾ کا خاندان بھی تھا جس کا تعلق کابل سے تھا۔ اموی خلافت کے آخری زمانہ میں خلیفہ ہشام بن عبد الممالک نے سیاسی طور پر افغانستان کو تین حصوں تقسیم کر دیا جن میں شمالی افغانستان، جنوب مشرقی افغانستان اور مغربی افغانستان تھے۔ المختصر شمالی افغانستان کے لوگ اموی عہد میں خلیفہ عمر ثانی⁽⁴⁾ اور ہشام بن عبد الممالک کے عہد میں ایک بڑی تعداد میں مشرف باسلام ہوئے۔⁸

عہد عباسی میں افغانستان:

افغان دیگر عجمیوں کی طرح عباسی خلافت کے حامی تھے کیونکہ ابو مسلم خراسانی نے عجمیوں میں عربوں کے تسلط سے نجات پانے کے نظریہ کو پروان چڑھایا اور اس نظریہ کو تقویت دینے کے لئے عباسی دربار میں عجمیوں کو اہم جگہیں بھی دلوائیں کیونکہ ابو مسلم خراسانی کا تحریک عباسی کی کامیابی بڑا ہاتھ تھا۔ لیکن جب ابو مسلم کے قتل کی وجہ سے عباسی خلیفہ منصور پر یہ الزام لگا کہ ابو مسلم کو عجمی ہونے کی وجہ سے قتل کروایا ہے اور عرب و عجم کا سوال اٹھنے لگا تو افغانوں میں بھی بے چینی پھیل گئی اور یہاں دوبارہ سے بغاوتوں اور شورشوں کا آغاز ہو گیا۔ جن میں ہرات سے ایک مجوسی سندباد نے بغاوت کا آغاز کیا اور خانہ کعبہ پر حملہ کا اعلان کر دیا اسے افغانستان اور ایران کے مجوسی قبائل کی حمایت حاصل تھی اور اس نے 137ھ تک خراسان کے ایک بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ منصور نے اسکی بغاوت کو کچلنے کے لئے جمہور بن مرار کو ایک بڑی فوج کے ساتھ مہم جوئی کے لئے بھیجا جس میں مجوسی سندباد کو ناکامی ہوئی۔ خلیفہ منصور کے ہی دور میں افغانستان کی سرزمین سے ہرات کے گرد و نواح سے پہلے جھوٹے مدعی نبوت کا دعویٰ استاد سیس نے کیا اور جلد ہی بہت سے لوگوں کو اپنے بد عقیدہ پر جمع کر لیا۔ اس کی سرکوبی کے لئے مہم جوئی ہوئی اور یہ کافر گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا۔

170ھ میں عباسی دور کے مشہور خلیفہ ہارون رشید نے اپنی دانشمندی سے افغانستان کی ان شورشوں پر قابو پایا اور خاص طور پر کابل اور اس کے گرد و نواح میں بدھ متوں کی قائم دیرینہ بادشاہت ”کابل شاہی“ جن کے حکمران ”رتیل“ کہلاتے تھے کو پہلی مرتبہ ختم کر کے ان کے مشہور بت کدہ ”شاہ بہار“ کو نیست و نابود کر دیا۔ اس سے قبل مصلحتاً انہیں حکومتوں میں شامل رکھا جاتا تھا۔

اسلامی فقہ کو باقاعدہ مدون کرنے کا سہرا عباسی خلافت کے سر ہے اور جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ امام ابو حنیفہ⁽⁵⁾ کے خاندان کا تعلق بھی کابل سے تھا اور آپ کے شاگرد شقیق بلخی⁽⁶⁾ اور مکی بن ابراہیم بلخی⁽⁷⁾ (آپ امام بخاری⁽⁸⁾ کے بزرگ

اساتذہ میں سے تھے) کا تعلق بھی افغانستان سے تھا اور یہ حضرات یہاں ایک کثیر حلقہ بھی رکھتے تھے لہذا جب ہارون رشید نے فقہ حنفی کو قانونی طور پر نافذ کیا اور بعد میں امام ابو یوسفؒ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ دیا تو ہارون رشید کا یہ قدم افغانیوں کے ایک جھنڈے تلے اکٹھا ہونے کا باعث بنا کیونکہ یہاں پہلے ہی فقہ حنفی کی بنیاد رکھی جا چکی تھی یہی وجہ ہے کہ آج بھی یہاں لوگ سو فیصد فقہ حنفی پر ہیں۔⁹

خلیفہ مامون الرشید کے زمانہ میں افغانستان کی پہلی خود مختار حکومت ”دولت طاہریہ“ بدست طاہر حسین قائم ہوئی جو تقریباً نصف صدی قائم رہی۔ اس حکومت میں مختلف علوم و فنون اور صنعت و حرفت کو فروغ ملا خاص طور پر علم حدیث کو۔ سنن ابی داؤد کے مصنف ابو داؤد سجستانی (275ھ) کا یہی زمانہ تھا اور آپ کا تعلق جنوبی افغانستان کے علاقے سیدستان جسے سجستان بھی کہتے ہیں سے تھا۔

تیسری صدی ہجری کے اخیر میں دولت طاہریہ زوال کا شکار ہونے لگی اور افغانستان میں حکومت کے ساتھ ساتھ شریعت اسلامیہ کی گرفت بھی کمزور ہو گئی اور انار کی کا آغاز ہو گیا۔ ان حالات میں افغانوں کی ایسی نسلیں بھی موجود تھیں جن کے آباء کی اعتقادی آبیاری حضرت حسن بصریؒ کے ہاتھوں ہوئی تھی جن میں جذبہ جہاد، حق و باطل کا فرق اور اسلام سے گہری وابستگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ان افغانیوں نے اپنی جذبہ جہاد کی جستجو کے لئے مختلف جہادی مہموں کے لئے اپنی خدمات رضاکارانہ پیش کرنا شروع کر دیں۔ انہیں ”مطلوعہ“ بھی کہا جاتا تھا ان رضاکاروں کو کابل میں ”کاکا“، قندھار میں ”جو ان“، عرب میں ”فتی“ کہا جاتا تھا۔ افغانستان کو استحکام دینے اور انار کی سے بچانے کے لئے جنوبی افغانستان سے تعلق رکھنے والے یعقوب بن لیث صفاری نے اہم کردار ادا کیا اور 253ھ میں اپنی قیادت میں ان رضاکاروں کو اکٹھا کر کے افغانستان کی پہلی تحریک، تحریک صفاری کا آغاز کیا اور جلد ہی اپنی ماہرانہ صلاحیتوں سے پہلے کابل شاہی، پھر ہرات میں دولت طاہریہ کا خاتمہ، کرمان میں فارس کو مات دیکر، کابل اور پھر شیراز پر قبضہ کرتے ہوئے پورے افغانستان میں تاریخی فتح حاصل کی اور ”دولت صفاریہ“ قائم کی۔ عصر حاضر کی تحریک طالبان اس تحریک سے بہت مشابہ ہے۔ علامہ مسعودی یعقوب لیث کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”انواج کی قیادت کے ساتھ ساتھ یعقوب کا سیاسی تدبر اس پائے کا تھا کہ گزشتہ حکمرانوں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی لوگ ان کے احکام کے مطابق اور اطاعت کے پابند تھے۔ حکمت یہ تھی کہ ان کا جو دو کرم عام تھا انہوں نے لوگوں کو بھلائی سے مالا مال کر دیا تھا اور وہ لوگوں کے دلوں پر چھائے ہوئے تھے“¹⁰

یعقوب نے افغانستان میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بے شمار فرائی کام سرانجام دیئے۔ ان میں دریائے ہلمند میں کشتی رانی، صحراؤں میں مسافروں کی رہنمائی کے لئے مینار، شہروں و دیہاتوں کو آندھیوں سے بچانے کے لئے مضبوط

فصلیں اور مزدوروں کی ترقی کے لئے روزگار کی فراہمی وغیرہ۔ یہی نہیں بلکہ اٹل بنیادوں پر شریعت اسلامیہ کا نفاذ اور علوم دینیہ کی ترویج و فروغ بھی اس دور کا خاصہ تھا۔ 271ھ میں دولت صفاریہ کے تعلقات خلافت عباسیہ سے ناخوشگوار ہونے کے باعث ان سے پروانہ حکومت چھین لیا گیا۔

خلافت عباسیہ نے دولت صفاریہ کو کمزور کرنے کے لئے بلخ کے سامانی خاندان کو استعمال کیا اور 285ھ میں سامانی خاندان کے امیر اسمعیل سامانی نے افغانستان پر مہم جوئی کا آغاز کیا اور 298ھ میں دولت صفاریہ کے جانشینوں کو مکمل شکست دے کر خلافت عباسیہ سے حکومت کا پروانہ لے کر سامانی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ ان کی حکومت کوئی سو صدی قائم رہی لیکن افغانستان کی تاریخ میں کوئی قابل قدر کردار نہ رہا۔ اسی طرح سے عباسی دور حکومت میں افغانستان کی سیاست میں اتار چڑھاؤ آتا رہا کبھی مظالم حد سے بڑھ جاتے اور کبھی بہترین سیاسی قیادت کی رہنمائی اور تدبیر سے حالات بہتر ہو جاتے۔ لیکن اسلام کی شمع ہمیشہ روشن رہی حالانکہ اس دور میں قرامطہ نامی ابلیسی شخص کی غیر اسلامی عقائد پر مبنی تحریک بھی عروج پر تھی۔

عہد غزنوی میں افغانستان:

چوتھی صدی ہجری پورے عالم اسلام کے انحطاط پزیری کا زمانہ تھا جس کا اثر یقینی طور پر افغانستان پر بھی تھا۔ ایسے میں اسلام دشمن عناصر اسلام کو ختم کرنے کے درپے تھے کہ سلطان محمود غزنوی کے وجود نے انہیں اپنے اس ناپاک ارادہ سے باز رکھا۔ سلطان محمود غزنوی نے اپنی حمیت ایمانی اور جذبہ جہاد سے صدر اسلام کی یاد تازہ کر دی تاریخ افغانستان ان کے تذکرہ کے بغیر ادھوری ہے۔ دولت غزنویہ کا بانی محمد غزنوی کا والد ”سبکتگین“ تھا جو الپ تگین کا داماد تھا جس نے سامانی عہد کے آخر (۳۵۱ھ) میں غزنی میں ایک خود مختار ریاست بنا رکھی تھی جو آگے چل کر دولت غزنویہ ہی کی بنیاد بنی۔ غزنوی عہد کے ہندوستان پر سترہ تاریخی حملے اس خطہ کی تاریخ کا اہم باب ہے جس کا آغاز 367ھ میں سبکتگین سے ہوا اور 418ھ میں فتح کی صورت میں اختتام سلطان محمود غزنوی کے ذریعے ہوا۔ سبکتگین کے بیس سالہ حکومت کے بعد 388ھ میں اس کا بیٹا محمود غزنوی تخت نشین ہوا۔ یہ افغانستان کے پہلے آزاد حکمران تھے جنہوں نے اپنے لئے ”سلطان“ کا لفظ استعمال کیا۔ تخت نشین ہونے کے بعد سب سے پہلے افغانستان کے ازرونی استحکام کے لئے خراسان سے سامانی حکومت کا خاتمہ، ہرات پر قبضہ اور خلافت عباسیہ کے لئے بہت سی مہمات میں خدمات پیش کیں جس سے ان سے خوشگوار تعلقات استوار ہوئے اور خدمات انجام دینے پر ”امین الملت و یمین الدولہ“ کا لقب پایا۔ بت پرستی کے خاتمہ اور ہندوستان کی سرزمین پر اشاعت اسلام کے لئے ہندوستان پر سترہ حملے کئے۔“¹¹

اسی طرح عباسی خلفاء سے بھاگے ہوئے قرامطی جنہوں نے ابوالفتح داود نے قیادت میں سندھ و ملتان میں اپنی ریاست بنائی ہوئی تھی 401ھ میں ان کی طرف مہم جوئی کی۔ ان سے سختی کے ساتھ نپٹے کہ یہ برصغیر میں ناپید ہو گئے۔ محمود غزنوی نے ہندو مہمات سے جو ہندو قیدی بنا کر لائے افغانستان میں ہندومت کے اثرات انہی کی وجہ سے ہیں۔ سلطان کی آخری مہمات دریائے مو کے قریب سرکش سلجوقی اور قرامطیوں کے خلاف تھیں اور رے پر قبضہ کر کے تمام مشرکوں اور بے دینیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ محمود کی زندگی کا بڑا حصہ مہمات اور اسفار میں گزرا۔ 421ھ میں بیماری کے باعث انتقال ہوا اور غزنی میں ہی مدفون ہوا۔

”سلطان محمود غزنوی کا دور حکومت افغانستان میں امن و امان، فتوحات و تعمیرات، خوشحالی و ترقی، علوم دینیہ کی اشاعت و ترویج اور صنعت و حرفت کے عروج کا روشن ترین دور تھا دنیا میں ایسے حکمران بہت کم جنم لیتے ہیں افغانستان کی سرزمین خوش قسمت ہے کہ بحر الکاہل سے بحر ہند تک کے مثالی عدل و انصاف سے حکومت کرنے والے سلطان محمود غزنوی نے اس کی کوکھ سے جنم لیا اور اسی کی آغوش میں واپس چلا گیا“¹²

دین اسلام کی ترویج کے حوالے سے دیکھا جائے تو محمود غزنوی نے اسلاف کی روایات عشق مصطفیٰ ﷺ میں ڈوبنا، رعایا پروری، راتوں کو رعایا کا حال جاننے کے لئے گشت کرنا، عدل و انصاف، جہاد فی سبیل اللہ، بت پرستی خاتمہ اور جہاں فتح پائی بت پرستی کی یادگاروں کو مسمار کیا اور علوم دینیہ کے فروغ کے لئے بھرپور اقدامات وغیرہ۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے زمانے میں دنیا بھر سے علماء، فقہاء، محدثین، ادباء، شعراء اور دانشور غزنی کی طرف کھینچے چلے آئے۔

”ابو ریحان المعروف البیرونی ہر فن مولادانشور، عالم، ریاضی دان، ماہر لسانیات اور ماہر فلکیات جس نے خوارزم کا دربار چھوڑ کر سلطان محمود کا دامن تھا اور محمود غزنوی کے ہندوستان کے حملوں کے دوران ہندوستانی تہذیب و تمدن کے گہرے مشاہدے کے بعد اپنی شاہکار کتاب ”کتاب الہند“ تصنیف کی“¹³

ابونصر فارابی معلم ثانی جو منطق و فلسفہ کا امام تھا جس نے ارسطو کے فلسفہ کی ناصر تشریح کی بلکہ اس کی غلطیاں بھی درست کیں اور منطق کے نئے سانچے میں ڈالا۔ نابغہ شاعر ”فردوسی“ جسکی قدیم ایران و افغانستان پر فارسی میں منظوم تاریخی ادب پر مبنی ”شاهنامہ“ تصنیف ہے۔ یہ سب اس زمانے میں غزنی میں تھے کیونکہ سلطان ہر سال علماء پر چار لاکھ درہم خرچ کرتا تھا اور سلطان کا تعمیر کردہ ”دارالعلوم“ عالم اسلام کی بہترین درسگاہوں میں سے ایک تھی۔ مؤرخین کے مطابق فقہ اور حدیث پر سلطان کی اپنی بھی تصانیف تھیں جو تلف ہو گئیں لیکن آج غزنی کسی صورت اس بات کی غمازی نہیں کرتا کہ کسی زمانے میں دنیا میں غزنی کی دھوم تھی۔ سلطان کو اولیاء اللہ سے بڑی عقیدت تھی

اور اس دور عظیم صوفی بزرگ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے گہرا تعلق تھا سلطان اپنے غلام ایاز کے ساتھ غلاموں کے لباس میں خرقان میں شیخ کی خانقاہ میں حاضر ہوا اور شیخ نے انہیں اپنا خرقہ عنایت فرمایا۔

سلطان کے بعد دولتِ غزنویہ کا استحکام سلطان کے تینوں بیٹوں کی اقتدار کی ہوس، جانشینوں کی آلپی لڑائی، خانہ جنگی، مغلانی سازشیں کی وجہ سے برقرار نہ رہ سکا اور غزنوی حکومت کمزور پڑ گئی خراسان میں ایک نئی سلجوقی سلطنت کے قیام نے خراسان میں دولتِ غزنویہ ختم ہو کر دی، ہندوستان میں بھی گرفت کمزور پڑ گئی، وسط ایشیا کے علاقے سلجوقی ترکوں نے چھین لئے اور محمود غزنوی کی حکومت سمٹ کر آدھی رہ گئی۔ محمود کی طرح اس کے پوتے ابراہیم نے بھی اشاعتِ اسلام کے لئے ہندوستان کی طرف مہم جوئی کیں۔ دولتِ غزنویہ کا آخری سپوط بہرام شاہ کا سامنا وسطی افغانستان میں ارزگان، بامیان اور ہرات کے درمیان میں ”غور“ میں پہاڑوں میں پلنے والی ایک جنگجو، سخت جان قوت سے ہوا جن کی قیادت سردار علاؤ الدین غوری ہو اور دولتِ غزنویہ کا یہ آخری جانشین غوریوں کے کھڑا نہ رہ سکا اور غوریوں نے دولتِ غزنویہ کا دور ختم کر دیا اور سوادو سو سال افغانستان، خراسان، وسط ایشیا اور ہندوستان پر حکومت کرنے کے بعد 582ھ میں یہ حکومت صفحہ ہستی سے مٹ گئی اور دولتِ غوریہ کا آغاز ہوا۔

عہدِ غوری میں افغانستان:

دولتِ غوریہ کا بانی اعز الدین غیس تھا غزنوی دور حکومت میں غور پر قبضے کے بعد اعز الدین کا خاندان افغانستان سے ہندوستان ہجرت کر گیا اور ہندوستان سے واپسی کے راستے میں کشتی الٹنے کی وجہ سے سارا خاندان ڈوب گیا صرف اعز الدین زندہ بچے، جن کو ڈاکو سمجھ کر پکڑ لیا گیا آپ کی فریاد کرنے پر اُس وقت کے سلطان ابراہیم نے انہیں اپنا خاص درباری بنالیا اور پھر ”غور“ کا گورنر بنایا یہیں سے غوری حکومت بننے کی بنیاد پڑی۔ اعز الدین کی بیوی غزنوی تھی اس سے اس کے سات بیٹے تھے جو تمام کے تمام صاحبِ شمشیر تھے جنہیں ”ہفت اختر“ کہا جاتا تھا اور یہ سب دولتِ غزنویہ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ اعز الدین کے بعد اس کے یہ سات بیٹے دو گرہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گرہ ملوکِ بامیان کہلایا جس کے ارکان طہارستان اور بامیان کے حاکم بنے جبکہ دوسرا گرہ ملوکِ غور و غزنی کے نام سے مشہور ہوا۔ غزنویوں اور غوریوں میں اقتدار کی کشمکش سلطان محمود کے زمانے سے چلی آرہی تھی لیکن اس میں شدت اس وقت اختیار ہوئی جب پہلے گرہ کے حکمران قطب الدین جو بہرام شاہ کا داماد بھی تھا اس نے غزنی پر حملے کا منصوبہ بنایا تو بہرام نے اسے قتل کروا دیا۔ قطب الدین کے بعد اسکا بھائی سیف الدین، بہرام کو شکست دے کر غزنی میں حکومت بنانے میں کامیاب ہو گیا لیکن اہل غزنی نے بہرام کے ساتھ مل کر سیف الدین کو دھوکہ سے گرفتار کر کے غزنی کی گلیوں میں ذلیل و رسوا کیا۔ اپنے دونوں بھائیوں کا بدلہ لیتے ہوئے علاؤ الدین نے غزنی پر بھرپور بے رحمانہ

حملہ کیا اور غزنی پر قبضہ کر کے سلطنتِ غزنویہ کا مکمل خاتمہ کر دیا۔ مورخین کہتے ہیں کہ غزنی سات دی تک جلتا رہا اور یہاں پر سوائے سلطانوں کی قبروں کے سوا کوئی عمارت نہ بچی اس بے رحمی پر علاء الدین کو ”جہاں سوز“ کا لقب دیا گیا۔ علاء الدین کے زمانے میں قرامطیوں کے بھی بڑے حوصلے بلند ہوئے کیونکہ علاء الدین انکا ہم عقیدہ تھا۔ غوری سلطنت کے عروج کا زمانہ اعز الدین کے پوتے غیاث الدین اور شہاب الدین کا ہے اور ان کے کارناموں کی وجہ سے مشہور ہے تاریخ میں ان دونوں بھائیوں کو ایک جان دو قالب و مثالی بھائی یاد کیا جاتا ہے اور اقتدار و ریاستی امور میں اتحاد و اتفاق کی بے نظیر مثال تھے۔ حکومت غیاث الدین کی تھی اور حرب کے میدان شہاب الدین غوری کے۔

”غوریوں کے 50 سالہ دور حکومت میں افغانستان ایک بار پھر علم و ادب، تہذیب و تمدن اور صنعت و حرفت میں عروج پر پہنچ گیا تھا غزنی کو چھوڑ کر باقی تمام خراسان اور ہندوستان میں یہ سب سے آباد و شاداب علاقہ شمار ہوتا تھا چھ صدیاں قبل مجاہدین اسلام کے قدموں کی برکت سے اس خطے نے تعمیر و ترقی کا جو سفر شروع کیا تھا اس کے نتائج دیکھ کر ہندوستان اور چین جیسی قدیم سلطنتیں بھی حیرت تھیں خود مسلم حکومتوں میں بھی اس ملک کا تہذیب و تمدن قابل رشک تھا آنے والا ہر سیاح افغانستان کے شہروں کی رونق اور چہل پہل سے ضرور متاثر ہوتا تھا“¹⁴

شہاب الدین غوری کے زمانے میں تفسیر کبیر کے مصنف امام فخر الدین رازی نے اپنی زندگی 24 سال غزنی اور ہرات میں گزارے۔ تصوف کے مشہور سلسلہ، سلسلہ چشتیہ اور برصغیر کے سب سے بڑے عالم و صوفی سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتیؒ انہی کے زمانے میں اجمیر تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ پر نوے لاکھ افراد مسلمان ہوئے۔ اسی شہاب الدین غوری ہی کے زمانے میں جہلم اور سندھ میں بسنے والی قوم ”کھوکھر“ کی ایک بڑی تعداد اسلام قبول کیا۔ دولتِ غوریہ کا اختتام اس وقت ہوا جب دریائے جہلم کے کنارے ایک قرامطی کے حملے میں شہاب الدین غوری شہید ہو گئے۔

- آئینہ حقیقت نما از اکبر شاہ خاں نجیب آبادی
- تاریخ اسلام حصہ چہارم از اکبر شاہ خاں نجیب آبادی
- امام رازی از عبدالسلام ندوی (دارالمصنفین، اعظم گڑھ)

عہدِ خوارزمی میں افغانستان:

ساتویں صدی ہجری میں افغانستان کا ریاستی کنزول خوارزمیوں کے ہاتھ میں چلا گیا۔ 608ھ میں دولتِ غوریہ کے زوال کے بعد بغیر کسی بڑی مزاحمت کے افغانستان پر اپنا تسلط قائم کر کے افغانستان میں خوارزمی سلطنت کی بنیاد رکھی اور افغانستان پر خوارزمی مہم جو علاء الدین محمد نے اپنے بڑے بیٹے جلال الدین کو افغانستان میں اپنا نائب مقرر کر دیا۔

خوارزمی سلطنت کا زمانہ افغانستان کا سہرا اور سمجھا جاتا ہے اور افغانستان اپنی پیداواری، تجارتی صنعت و حرفت کے لحاظ سے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں آچکا تھا اور افغانستان کے شہروں کی آبادی بھی کئی لاکھوں پر مشتمل تھی۔ لیکن تقریباً آٹھ سال بعد دنیا میں چنگیز خان نے چین پر تسلط کے بعد مسلم علاقوں کی طرف رُخ کیا وسط ایشیا جو خوارزمی سلطنت کا مرکز تھا چنگیزی جنہیں تاتاری بھی کہا جاتا ہے وسط ایشیا میں علاء الدین کو شکست دینے کے بعد آگے بڑھے، افغانستان کی طرف بڑھتے ہوئے خطرہ کے پیش نظر جلال الدین نے مدد سے منظم خطوط پر تحریک جہاد ترتیب دی اور چنگیزیوں کے خلاف ایک بڑا اسلامی لشکر تیار کیا۔ دنیا میں چنگیزیوں کی یہ دھاک بیٹھ چکی تھی کہ انہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا جلال الدین کے اس جہادی لشکر نے اسے جٹھلادیا اور چنگیزیوں کو افغانستان کے سرحدی علاقوں میں شکست دی اس غیر متوقع نتیجہ چنگیزی برداشت نہ کر سکے اور دیگر مسلم مقبوضہ کو چھوڑ کر اپنی تمام مسلح طاقتوں کا رُخ افغانستان کی طرف کیا اور ایک ایک کر کے افغانستان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

عہد تیموری میں افغانستان:

افغانستان کی قیادت میں تیموری حکومت کا کردار بہت اہم ہے چنگیز خان کی نسل سے تیمور لنگ گورگان نے بکھرے ہوئے مختلف قبائل کو یکجا کر کے ایک عظیم مغل سلطنت قائم کی اور اس نے افغانستان بھی فتح کر لیا۔ ”تیمور لنگ نے سمرقند کو اپنا دار الحکومت بنایا اور ترکستان، افغانستان، ایران، عراق اور شمالی ہندوستان کے بڑے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ تیمور کے جانشینوں کا دور نسبتاً پرامن دور تھا یہ دور جو کہ ایک صدی تک پھیلا ہوا تھا افغانستان کے لیے امن و استحکام کا دور تھا“¹⁵

ازبک، ایرانی، اور مغل عہد میں افغانستان:

سولہویں صدی عیسوی کے آغاز میں تیموری حکومت کے زوال کے بعد ایسے حالات رونما ہوئے کہ افغانستان پر بیک وقت تین بیرونی طاقتیں نبرد آزما ہوئیں اس وقت کے مغل حکمرانوں نے افغان عوام کے عقیدہ اور ایمان پر حملہ کیا اور دین الہی کو دین اسلام کی جگہ نافذ کرنے کی کوشش کی لیکن افغانستان کی عوام اٹھ کھڑی ہوئی اور مختلف تحریکیں جنم لینے لگیں۔ آخر کار افغان عوام میں شیخ بایزید کی قیادت میں مغل حکومت کے خلاف تحریک جہاد کا آغاز کیا گیا۔ خوشحال خان خٹک کی شاعری نے بھی اس وقت افغان عوام میں تحریک آزادی کی روح پھونکی۔ علامہ محمد اقبال "بال جبریل" میں ان کی آخری وصیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

”قبائل ہوں ملت کی وحدت میں گم

کہ ہونا م افغانیوں کا بلند

محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے

ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

مغل سے کسی طرح کمتر نہیں

قہستاں کا یہ پچھرا رہمند

کہوں تجھ سے اے ہم نشیں دل کی بات

وہ مدفن ہے خوشحال خاں کو پسند

اڑا کر نہ لائے جہاں باد کوہ

مغل شہسواروں کی گردِ سمنند! ¹⁶

نادر شاہ سے احمد شاہ ابدالی تک افغانستان:

سولہویں صدی سے اٹھارہویں صدی عیسوی تک افغانستان کئی حصوں میں تقسیم ہوا بعض حصوں پر ازبک اور ایرانی اور بعض حصوں پر مغل اور پشتون قابض رہے۔ ایرانی بادشاہ نادر شاہ نے ۱۷۲۹ء میں افغانستان کے تمام علاقے مغلوں سے چھڑوا کر اپنے قبضے میں لے لیے اور ۱۷۴۷ء تک ان پر قابض رہا۔ بانی افغانستان کے بارے میں اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ میں ہے کہ:

”احمد شاہ درانی کو بجا طور پر افغانستان کا بانی کہا جاسکتا ہے۔ احمد شاہ درانی کا ایک اہم کارنامہ جنوری ۱۷۶۱ء میں پانی پت کی تیسری جنگ میں مرہٹوں کو شکست دینا تھا۔ لیکن اس جنگ کے بعد سکھوں نے پنجاب میں اثر بڑھانا شروع کیا اور آہستہ آہستہ پنجاب کے کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اس وقت تک افغانستان کو ایک مضبوط ملک کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ ۱۷۷۲ء تک احمد شاہ درانی اور اس کے بعد اس کی اولاد کی حکومت رہی۔ اس کی اولاد میں ایوب شاہ کو ۱۸۲۳ء میں قتل کر دیا گیا۔ بعد میں کابل کی حکومت محمد شاہ اور پھر ۱۸۲۶ء میں دوست محمد خان کے پاس چلی گئی“ ¹⁷

احمد شاہ ابدالی کا دور نہ صرف افغانستان بلکہ ہندوستان میں بھی مسلمانوں کی عزت اور خود مختاری کا ضامن تھا اور اس کے اثرات اس کے جانشینوں میں بھی قائم رہے۔

افغانستان پر سکھوں کی غلامی اور سید احمد شہید کی تحریک جہاد:

افغانستان کی سیاست میں طوائف الملوکی ایک بھیانک دور تھا ایک تختِ کابل تھا اور اس پر حکومت کرنے کے لئے درجنوں لوگ ہر وقت سازشوں میں مصروف تھے اور کابل پر حکمران تیزی سے بدل رہے تھے افغانستان کی حالت بہت پسماندہ ہو چکی تھی سکھوں کے حکمران رنجیت سنگھ نے افغانستان کے سیاسی حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

افغانستان پر حملہ کر دیا اور طوائف الملوکی حکومت اس کے خلاف متحد نہ ہو سکی اور افغان عوام سکھوں کی غلامی میں آ گئی۔ تاریخ افغانستان میں اس صورتحال کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

”افغانستان کی حدود روز بروز سکڑ رہی تھیں اندرون ملک یہ عالم تھا کہ گراں فروشی، غربت، علمی انحطاط، صنعتی زوال اور لا قانونیت کا دور دورہ تھا بھائیوں (طوائف الملوکی) کی نا اتفاقی نے افغانستان کو مستقل طور پر پر تین بڑے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا تھا پشاور، کابل اور قندھار گویا تین مستقل ملکوں کے دارالحکومت تھے جہاں ہر وقت ایک دوسرے کے خلاف منصوبے بنائے جاتے تھے بیرونی طور پر ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی غیر ملکی طاقت سے مرعوب اور اس کا حلیف تھا پشاور کے سرداروں نے رنجیت سنگھ کے عتاب سے بچنے کے لئے اس کا اتحادی بننا پسند کر لیا تھا۔ قندھار کے سردار ایران کے تابع رہتے اور کابل برطانوی اور روسی سازشوں کی آماجگاہ تھا اگر کبھی ان بھائیوں کو اپنی خود مختاری کے تحفظ کا خیال آتا تو وہ وقتی جوش ہوتا“¹⁸

ان حالات میں ہندوستان سے ایک قافلہ احمد شاہ محمد اسماعیل شہید کی قیادت میں افغانستان روانہ ہوا اور وہاں پر اسلام کی ترویج و اشاعت کا کردار سرانجام دیا جس سفر پر بھی وہ جاتے تو مجاہدین کی جماعت کو جہاد کے لیے تربیت دیتے رہتے اور افغانستان کو انہوں نے مرکز بنایا اور پھر اسے سکھوں، ہندوؤں اور انگریزوں سے آزادی دلوائی۔

برطانوی عہد: دوست محمد خان سے یوم آزادی تک:

سرزمین افغانستان میں انقلابی تحریکوں اور ایثار پیشہ مجاہدین اور رہنماؤں کی قربانیوں کے باوجود کوئی تغیر پیدا نہ کیا جا سکا اور مستقبل کی حکومت کے لیے کوئی واضح پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی تبدیلی نہ ہو سکی اور نہ ہی حکومت کی تشکیل پر توجہ دی جاسکی دوست محمد خان نے انگریزوں کی حمایت حاصل کر کے کابل میں ۱۸۲۶ء کو اقتدار حاصل کیا۔ اُردو دائرۃ المعارف اسلامیہ کے مطابق:

”امیر دوست محمد خان، جس نے کابل کی حکومت ۱۸۲۶ء میں سنبھال لی تھی، اس نے روس اور ایران سے تعلقات بڑھانا شروع کیے کیونکہ سکھوں نے پنجاب پر قبضہ کر لیا تھا اور انگریزوں نے اپنی روایتی چالاکی کا ثبوت دیتے ہوئے سکھوں اور دہلی کے شاہ شجاع کے ساتھ مل کر افغانستان میں اپنا اثر بڑھانا شروع کیا۔ امیر عبدالرحمن کے بیٹے امیر حبیب اللہ خان بعد میں افغانستان کے بادشاہ ہوئے۔ ان کے دور میں افغانستان میں مغربی مدر سے کھلے اور انگریزوں کا اثر مزید بڑھ گیا۔ اگرچہ بظاہر انگریزوں نے افغانستان کو ایک آزاد ملک کے طور پر تسلیم کیا۔ ۱۹۰۷ء میں امیر حبیب اللہ خان نے انگریزوں کی دعوت پر برطانوی ہند کا دورہ بھی کیا۔ اسی مغربی دوستی اور اثر کی وجہ سے امیر حبیب اللہ خان کو اس کے رشتہ داروں نے قتل کر دیا۔ اس کے قتل کے بعد اس کا بیٹا امان اللہ خان بادشاہ بن گیا اور انگریزوں

کے خلاف جنگ چھیڑ دی مگر ۱۹ اگست ۱۹۱۹ء کو اس کے اور انگریزوں کے درمیان میں راولپنڈی میں ایک معاہدہ ہوا جس میں انگریزوں نے افغانستان پر اپنا کنٹرول ختم کیا اور افغانستان میں ان کا اثر تقریباً ختم ہو گیا۔ ۱۹ اگست ۱۹۱۹ء کو اسی وجہ سے افغانستان کی یوم آزادی کے طور پر منایا جاتا ہے¹⁹۔

افغانستان یوم آزادی کے بعد:-

آزادی کے بعد (۱۹۲۹ء سے ۱۹۲۹ء) تک امان اللہ خان نے اقتدار سنبھالا اس نے مغربی طرز پر بہت سی اصلاحات شامل کی روس سے مالی مدد بھی لی مغرب کی مادی ترقی کا جائزہ لئے کے لئے مغربی ممالک کا دورہ بھی کیا تاکہ افغانستان میں بھی ویسی ترقی کی جاسکے۔ اسی مغربی اثر کی وجہ سے پردہ پر پابندی لائی جس پر شنواری قبائل نے بغاوت کر دی اور امان اللہ خان نے بھاگ کر بھارت میں پناہ لی۔ ۱۹۷۳ء میں ظاہر شاہ کے چچا زاد بھائی اور بھنوئی، سردار داؤد خان نے روس کی حمایت حاصل کر کے بغاوت کر دی داؤد خان حیرت انگیز دماغی صلاحیت کا مالک تھا اس نے افغانستان کی غیر جانبدارانہ پالیسی کو باضابطہ طور پر تبدیل کر کے اسے روسی بلاک میں شامل کر دیا اس نے روس کی مداخلت کو افغانستان میں آسان بنا دیا تعلیمی اداروں میں روسی اساتذہ کو تعینات کیا فوجی افسران کو تربیت کے لیے روس بھیجا جس کے نتائج بہت سنگین نکلے بہت سے افسران کمیونزم کے پرستار بن گئے اور ان کی وفاداری روس کے ساتھ وابستہ ہو گئی۔ ان حالات میں جب افغانستان اقتصادی طور پر کمزور ہو گیا تو سردار داؤد نے ۱۹۷۳ء میں استعفیٰ دے دیا۔ "تاریخ افغانستان" میں اس صورتحال کو کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ:

"سردار داؤد کی برطرفی کے بعد ظاہر شاہ نے عوام کو مطمئن کرنے کے لئے ۱۹۶۴ء میں ملک کو ایک نیا آئین دیا اس نئے آئین کی وجہ سے افغانستان میں پہلی بار دو ایوانوں کی پارلیمنٹ قائم کی گئی جنہیں "اولی جرگہ" (ایوان عام) اور "مشرانو جرگہ" (ایوان بالا) کا نام دیا گیا انتظامیہ اور عدلیہ کو شامل کر کے اب نظام مملکت تین ستونوں پر استوار ہو گیا۔ ۱. مقننہ ۲. انتظامیہ ۳. عدلیہ²⁰۔

روسی عہد میں افغانستان:

افغانستان میں نئے نظام مملکت کے باوجود کمیونزم کا دور دورہ ہونے لگا اور ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۸ء میں افغانستان میں تربیت یافتہ فوجی افسران کے ذریعے فوجی بغاوت برپا کی گئی جس کے بعد روس کے لیے افغانستان پر یلغار کے دروازے کھل گئے۔ ۱۹۷۹ء میں افغانستان حکومت کی دعوت پر روس نے اپنی فوج اتار دی اور عملاً کابل پر قابض ہو گئے۔

اقوام متحدہ نے جنیوا معاہدہ کے چار نکاتی اصول وضع کیے جس کے ذریعے افغانستان کی سالمیت، سیاسی اور اقتدار اعلیٰ کا تحفظ، افغان عوام کو بیرونی مداخلت کے بغیر اپنا سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی نظام ترتیب دینے کا حق، افغانستان سے غیر ملکی افواج کی مکمل واپسی اور افغان مہاجرین کی بحفاظت واپسی کے لیے سازگار حالات مہیا کرنا تھا۔²¹

روس نے افغانستان سے فوج نکالنے کے بعد بھی حکومت کی مدد طالبان کے خلاف جاری رکھی اور امریکہ نے اقتدار پسند مجاہدین کی امداد اسلحہ سے کی جس کی وجہ سے ان کی آپس میں جھگڑے ہونا شروع ہو گئے مدرسوں کے طلباء افغان حکومت کے خلاف منظم ہو گئے جن کو بعد میں طالبان کہا جانے لگا اور ملا عمر کی قیادت میں انہوں نے کابل پر قبضہ کر لیا اور ۲۰۰۰ء تک طالبان نے افغانستان کے ۵۰ فیصد حصے پر قبضہ کر لیا اور افغانستان میں امن قائم ہوا جزل ضیاء الحق کی افغان طالبان کے ساتھ حمایت بھی قابل تعریف ہے۔

امریکی عہد میں افغانستان:

طالبان کی حکومت میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جن کو پہلے امریکی مدد حاصل تھی لیکن جب طالبان کی حکومت کامیاب ہونے لگی تو امریکہ نے ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو عالمی تجارتی مرکز پر ہونے والے حملے کا ذمہ دار طالبان اور القاعدہ کو ٹھہرایا۔ امریکی وزیر دفاع رمز فیلڈ نے امریکی اخبار یو ایس اے ٹوڈے کو ایک انٹرویو میں کہا:

”امریکہ اسامہ بن لادن کو گرفتار نہیں کر سکتا۔ تاہم اسامہ کو پناہ دینے والی طالبان حکومت کے تخت الٹ دیا گیا ہے۔ طالبان حکومت کا تخت الٹنا اسامہ کو پکڑنے سے زیادہ مشکل کام ہے اسامہ کو گرفتار کرنا یا قتل کرنا بہت مشکل ہے یہ ایک بہت بڑی دنیا ہے اور اس میں کسی ملک میں اسامہ نے بے شمار دولت جمع کر رکھی ہے ان کے حامیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنی بے پناہ خواہش کے باوجود اسامہ کو گرفتار نہیں کر پائیں گے۔ اسامہ کے بغیر بھی القاعدہ تنظیم اپنا کام جاری رکھے گی اگر اسامہ کو کبھی گرفتار کر بھی لیا گیا تو دہشت گردی کا مسئلہ بدستور جاری رہے گا“²²

انیس سال تک امریکہ کی افغانستان میں ناکامی کے بعد ۲۰۲۰ء کو ”دوحہ“ میں امریکہ نے امن معاہدہ کر لیا اور تمام غیر ملکیوں نے اپنی فوجیں چودہ ماہ کے عرصے میں واپس بلا لیں۔

طالبان کے عہد میں افغانستان:

افغانستان ایک ایسا ملک ہے جس پر ہمیشہ غیر ملکی طاقتیں اثر انداز ہوتی رہیں کبھی افغان حکومت کی دعوت پر اور کبھی طالبان کی حمایت کے لیے اور کبھی اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کے لیے افغان عوام کے ساتھ وحشیانہ رویہ اختیار کیا

گیا۔ اور کبھی دہشت گردی کا الزام لگا کر اپنے مفادات کے حصول کے لیے افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے اور افغانستان کے تنظیمی ڈھانچے کو تباہ کر دیا۔

افغانستان کا مستقبل:

جب کوئی معاشرہ تباہ ہوتا ہے تو آنے والی نسلوں کی کوئی جڑ یا بنیاد نہیں رہتی وہ نسلیں اپنا تشخص کھودیتی ہیں اور ان کی زندگی کا کوئی مقصد بھی نہیں رہتا۔ اور وہ قومیں خود غرضی اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہیں پوری افغان آبادی ایک بار نہیں بلکہ بار بار تباہی کا شکار ہوئی ہے اور کوئی تنظیمی ڈھانچہ بھی باقی نہیں رہا۔ ان حالات میں افغان معاشرہ کس بنیاد پر قائم ہو اور کس حوالے سے برقرار رہے گا۔ ۱۹۹۸ء میں عالمی ریڈ کراس نے ایک رپورٹ میں بتایا تھا کہ:

”افغان خاندانوں کی سربراہ بیوہ عورتیں ہیں ان کی تعداد ۹۸۰,۰۰۰ تک پہنچ چکی ہے، جن خاندانوں کے سربراہ جسمانی طور پر معذور افراد ہیں ان کی تعداد ۶۳۰,۰۰۰ ہے۔ ۴۵۰۰۰ افراد جنگ میں زخمی ہونے کے بعد علاج کرانے پر مجبور تھے۔ کتنے لوگ مارے گئے ان کا اندازہ ہی نہیں۔ ملک میں صرف ایسی فیکٹریاں موجود ہیں جہاں مصنوعی اعضاء بیساکھیاں اور ویل چیئرز بنتی ہیں“²³

افغانستان میں قیادت و حکمرانی کا تصور نہ ہونے کے مترادف ہے کوئی لیڈر یا گروپ ملک کو متحد کرنے میں ناکام ہے اور افغانستان کی تقسیم بھی مرکب نوعیت کی ہے جس میں نسلی فرقہ وارانہ، دیہی، شہری، تعلیم یافتہ، ان پڑھ، اسلحہ سے لیس اور اسلحہ کے بغیر یعنی اسلحہ رکھنا بھی انکی پہچان بن چکا ہے۔ اسی بنیاد پر افغان عوام اپنے آپ کو اب افغان یا پشتون نہیں بلکہ قندھاری، کابل اور جوزجانی کہلاتے ہیں۔

قبائلی سردار باہمی اختلافات کی وجہ سے مارے گئے اور سوویت یونین کے حملے کے بعد سے سیاست میں کوئی تعلیم یافتہ طبقہ باقی نہیں رہا اور چھوٹے چھوٹے لیڈر تو بہت ہیں لیکن کوئی موثر لیڈر موجود نہیں جو افغانستان کا مقصد اقوام عالم میں واضح کر سکے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ افغانستان میں مسلسل جنگ کے جاری رہنے کی سب سے بڑی وجہ باہروں کی جارحانہ اور وحشیانہ مداخلت ہے سب سے پہلے سوویت یونین پھر امریکہ جس دہشت گردی کا الزام لگا کر افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ اس زمرے میں طالبان کا کردار اور انکا انقلاب بہت اہمیت کا حامل ہے۔ پڑوسی ملک اور اسلامی بھائی چارہ کی بنیاد پر پاکستان بھی افغانستان کو مستحکم کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے لیکن اس سے قبل پاکستان کا اپنا خود سیاسی طور پر مستحکم ہونا ضروری ہے۔

اس وقت مغربی دنیا نے اسلام کو طالبان اور اسامہ بن لادن کی دہشت گردی سے منسوب کر دیا ہے ان کے نزدیک اسلام میں برداشت کا مادہ ہی نہیں طالبان اکثر اسلامی بنیاد پرست گروپوں کی طرح اسلام کی تمام روایات کو چھوڑ کر

صرف دینیات پر ہی زور دے رہے ہیں۔ جبکہ قدیم مسلم عرب تہذیب ثقافتی، دینی اور نسلی رنگارنگی سے مزین تھی اور آج کے مسلمان انسانیت اور احساس کے جذبے سے محروم ہیں۔ اقوام متحدہ کی قیام امن کے لئے کوششوں کا نتیجہ اس وقت تک نہیں نکل سکتا جب تک کہ بیرونی طاقتیں جنگی سرداروں کو مالی امداد اور اسلحہ دیتی رہیں گی اس وقت تک خانہ جنگی ختم نہیں ہو سکے گی اور اقوام متحدہ نے افغانستان میں امن قائم کرنے کے لئے کچھ نکات واضح کیے تھے جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

1. افغانستان کے تمام ہمسایہ ممالک اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ افغانستان میں اسلحہ کی سپلائی نہیں ہوگی اور اس پر کاربند بھی ہوں۔
2. ہر ہمسایہ ملک نہ صرف اپنے قومی مفاد اور قومی سلامتی کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھے بلکہ افغانستان یا دوسرے ہمسایہ ممالک کی سلامتی کو بھی مساوی درجہ دے۔
3. اقوام متحدہ اور دیگر اسلامی تنظیمیں افغانستان کے مستقبل کے لئے امن معاہدہ کریں۔
4. افغانستان میں مکمل طور پر جنگ بندی کی جائے اور کابل میں مرکزی حکومت قائم کی جائے اور اسے غیر فوجی اور پرامن علاقہ قرار دیا جائے۔

مستقبل کے خطرات:

1. امریکہ ابھی تک افغانستان پر نظریں جمائے ہوئے ہے اور عسکری اڈے قائم کیے ہوئے ہے اور اس سلسلے میں بھارت اس کا معاون ہے۔
2. امریکہ بھارت کو پاکستان اور چین کے مقابلے میں مضبوط کرے گا افغانستان میں بھی بھارت اور امریکہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں گے۔
3. امریکہ افغانستان میں بھارت کے اثر و رسوخ میں اضافہ کرے گا تاکہ پاکستان کی سیاست کو وہاں پر بے اثر کیا جاسکے۔
4. جبکہ امریکہ کو چین کے سپر پاور بننے اور روس کے دوبارہ طاقت پکڑنے کا خدشہ ہے اور افغانستان میں بالادستی حاصل کرنے کا خطرہ ہے اس لئے وہ ان دونوں طاقتوں کو بھی لگام دینے کی کوشش کرے گا۔
5. روس اور چین بھی بہر حال بڑے اور ترقی یافتہ ممالک ہیں اس لیے وہ اپنے مفادات کو آسانی سے ضائع نہیں ہونے دیں گے اور اپنے مفادات کے دفاع کے لئے کوشش کریں گے۔

6. ایران بھی خاموش نہیں رہے گا بلکہ غالب آنے والے فریق کے ساتھ حلیف بن کر افغانستان کی سیاست

میں اعلانیہ یا خفیہ کسی طرح سے دخل اندازی کرے گا۔

ان تمام خدشات کو غلط ثابت کیا جاسکتا ہے اگر طالبان حکومت اپنی جدوجہد جاری رکھے اور آزاد و خود مختار حکومت بنانے میں کامیاب ہو جائے۔ پاکستان اور افغانستان میں از سر نو برادرانہ تعلقات کا آغاز ہو اور پاکستان طالبان کی حمایت مخلصانہ طور پر کرے نہ کہ ایک ایجنٹ کے طور پر ورنہ اس خطے کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

مختصر یہ کہ افغانستان میں قیام امن پورے خطے کے لیے فائدہ مند ہو گا اور اقتصادی فوائد حاصل ہوں گے افغانستان تمام ممالک سے پر امن تجارت کر سکے گا ایشیائی ریاستوں کو سمندر تک رسائی ملے گی ایران عالمی برادری میں اپنا کھویا ہوا مقام واپس حاصل کر سکے گا چین مسلم صوبے کو تحفظ کا احساس ہو گا امریکہ کو وسطی ایشیائی ممالک سے تعلقات بنانے میں مدد ملے گی اور دہشت گردی سے موثر طور پر نمٹا جاسکے گا۔

اہل پاکستان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ افغانستان کی ضرورت انہیں خود ہے پاکستان کی کسی بھی حکومت کے لیے (چاہے وہ اسلام پسند ہو یا لبرل) افغانستان میں کسی کمزور حکومت کا بننا نقصان دہ ہو گا۔ تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ افغانستان میں شمالی اتحاد اور کمیونسٹ میں سے کوئی بھی حکومت بنائے گا تو پاکستان مخالف بھی ہوگی اور کمزور بھی دوست اور مضبوط حکومت صرف انہی لوگوں کی ہو سکتی ہے جو اسلام پسند افغان عوام کی امیدوں کے مطابق معاشرتی نظام کے قیام کا بیڑا اٹھائیں جیسا کہ اس وقت طالبان کا منشور بھی یہی ہے امید ہے کہ حکومت پاکستان اپنی پالیسی میں اس پہلو کو نظر انداز نہیں کرے گی یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ طالبان پاکستان دوستی کے تسلسل کو قائم رکھیں اور پاکستان اور اپنے وطن کے مفادات کو نظر انداز نہ کریں اگر دونوں ملکوں میں اعتماد، اتحاد اور اشتراک کا سلسلہ پروان چڑھتا رہا تو اس خطے کے مستقبل کے بارے میں باطل قوتوں کی سازشیں ہمیشہ ناکام ہوں گی۔

خلاصہ بحث:

افغانستان، ایشیا کے وسطی اور جنوبی حصہ میں واقع ایک لینڈ لاک سرزمین و ملک ہے یعنی اس کو کوئی سمندر نہیں لگتا۔ افغانستان کی تاریخ کا آغاز پانچ سو سال قبل مسیح سے ہے۔ اس کی سب سے بڑی آبادی پشتون پر مشتمل ہے اسی وجہ تاریخ میں لفظ افغان پشتونوں پر ہی مستعمل ہے۔ دنیا کے جغرافیہ پر افغانستان کا نام سب سے پہلے دسویں صدی کی کتاب ”حدود العالم“ میں ملتا ہے۔ اینگلو افغان معاہدہ کے تحت 1919ء میں اسے آزاد ریاست کی حیثیت دی گئی۔ خلافت راشدہ کے آخری زمانے میں حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ نے افغانستان میں پیش قدمی کی اور فتوحات حاصل کیں اور افغان قوم نے بھی اسلام کو اپنے نجات دہندہ کے طور پر لیا۔ اسلامی حکومت کے ہر دور میں افغانستان میں

اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو تقویت ملتی گئی۔ افغانستان میں قیادت و حکمرانی کا تصور نہ ہونے کے مترادف ہے کوئی لیڈر یا گروپ ملک کو متحد کرنے میں ناکام ہے اور افغانستان کی تقسیم بھی مرکب نوعیت کی ہے جس میں نسلی فرقہ وارانہ، دیہی، شہری، تعلیم یافتہ، ان پڑھ، اسلحہ سے لیس اور اسلحہ کے بغیر یعنی اسلحہ رکھنا بھی انکی پہچان بن چکا ہے۔ یوں افغان عوام اس وقت عالمی دنیا بالخصوص امریکہ کے نشانہ پر ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام تشدد پسندی کا مذہب ہے۔ لیکن افغانستان کا تحفظ خود اسلامی دنیا اور بالخصوص پاکستان کے لئے انتہائی فائدہ مند ہے۔ چونکہ یہ خطہ ہر دور میں جنگی سازشوں کا محور بن رہا ہے لہذا اس خطہ میں امن و امان اور قومی یکجہتی مذہبی روایات کے تحت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

تجاویز اور سفارشات:

- افغانستان ایک اسلامی مملکت ہے جس پر قبل از اسلام بدھ مت کے پیروکار آباد تھے۔ یہاں پر بدھ مت کے تاریخی ورثہ کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخی ورثہ کو بھی محفوظ کرنا چاہیے جو ایک سنہرا زمانہ تھا۔
- اس سر زمین پر جو علماء، حکماء، فلسفر اور بزرگانِ دین آئے ان کے کام کو بھرپور طور پر دنیا کے سامنے آنا چاہیے تاکہ دنیا اس قوم کے مدون دور کو بھی جان سکے اور دنیا کے سامنے اس قوم کا پر تشدد ہونے کا داغ دور ہو سکے۔
- اسلامی قیادت کے زیر اثر افغان مسلمانوں نے آزادی کی جدوجہد جاری رکھی اور آزادی حاصل کرنے کے باوجود بیرونی مداخلت کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے افغانستان کا تنظیمی ڈھانچہ تباہ ہو گیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ یہاں بیرونی مداخلت کم سے کم ہو۔
- افغانستان اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بھی منفرد ہے جو کہ ایران، بحیرہ عرب، ہندوستان، وسطی ایشیاء اور جنوبی ایشیاء کے درمیان واقع ہے۔ اور دور دور تک پھیلے ہوئے پہاڑی سلسلوں اور صحرائی خطوں نے سخت جان لوگوں کو پیدا کیا لہذا مسلم دنیا کو ان کی اس خوبی سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔
- افغانستان کی عوام اور حکومت کے مابین اختلاف کی وجہ سے ملک کے سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی حالات ہمیشہ انتشار کا شکار رہے ہیں اور اس لئے مسلم دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کو اس کو مضبوط بنانے میں معاونت کرنی چاہیے۔

حوالہ جات

- ¹ Banting, Erinn(2003), Afghanistan:The Land, Crabtree Publishing Company, p-04,31-32,ISBN 9780-0-7787-9335-9
- ² Ch. M. Kieffer (15 Dec. 1983), Afghan, Encyclopedia Iranica, Columbia University
- ³ Vogelsang , Willem (2002). The Afghans. Wiley Blackwell. P-18, ISBN 0-631-19841-5
- ⁴ M. Ali, "Afghanistan: The War of Independence, 1919". 1960.
- ⁵ لوثر وپ ستودارد، محقق: بشکیب ارسلان، حاضر العالم الاسلامی، دار الفکر، ۱۹۷۱ء، ۲/۱۹۷
- Losrb sattodar, Muhaqqaq: shakeb Arslan, Hazir alalim Alislami, dar al fikrar, 1971, 2/197
- ⁶ ابن اشیر، علی بن محمد بن عبد کرم، کامل ابن اشیر، دار طبع، جامعہ عثمانیہ، دکن، ۱۹۲۲ء، ۱/۴۶۴
- Ibn Asir, Ali Bin Muhammad Bin Abd Karam, Kamil Ibn Asir, Dar Taba, Osmania University, Deccan, 1922, 1/464
- ⁷ السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن بن ابی بکر، تاریخ خلفاء، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، ۱۹۸۳ء، ص ۳۰۰
- Al Suyuti, Jalaluddin, Abdul Rahman bin Abi Bakr, Tareekh-e-Khulfaa, Nafees Academy, Urdu Bazaar Karachi, 1983, p.300
- ⁸ The preaching of Islam: a history of the propagation of the Muslim faith, By Thomas Walker Arnold, pg. 183
- ⁹ محمد اسماعیل ریحان، مولانا، تاریخ افغانستان، المناہل پبلشرز، کراچی، س۔ن۔۱، ۴۹
- Muhammad Ismail Rehan, Maulana, Tareekh Afghanistan, Al Manahl Publishers, Karachi, S. N, 1/49
- ¹⁰ مسعودی، مروج الذهب، دار اندلس (بیروت)، ۱۹۴۵ء، ۲/۱۲۵
- Mas'udi, Maruj al-Zahb, Dar Andalus (Beirut), 1945, 2/125
- ¹¹ ہندوستان کا تاریخی خاکہ، مولف کارل مارکس فریڈرک اینگلس ترتیب و تعارف احمد سلیم، صفحہ 15
- Tareekhi khakha of Hindustan, Moulaf Karl Marx Friedrich Engels Edited by Ahmed Salim, Page 15
- ¹² محمد اسماعیل ریحان، مولانا، تاریخ افغانستان، المناہل پبلشرز، کراچی، س۔ن۔۱، ۸۸
- Muhammad Ismail Rehan, Maulana, Tareekh Afghanistan, Al Manahl Publishers, Karachi, S. N, 1/88
- ¹³ البیرونی، سلیمان فیاض، ہمدرد فاؤنڈیشن، پاکستان، ص 4-8
- Al-Biruni, Sulaiman Fayyaz, Hamdard Foundation, Pakistan, p. 4-8
- ¹⁴ محمد اسماعیل ریحان، مولانا، تاریخ افغانستان، المناہل پبلشرز، کراچی، س۔ن۔۱، ۸۸
- Muhammad Ismail Rehan, Maulana, Tareekh Afghanistan, Al Manahl Publishers, Karachi, S. N, 1/88
- ¹⁵ عبد اللہ ملک، افغانستان قدیم و جدید، الفصیل ناشران، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۳۸
- Abdullah Malik, Afghanistan Ancient and New, Al-Fasil Publishers, Lahore, 2007, p. 38
- ¹⁶ محمد اقبال، ڈاکٹر، علامہ، بال جبریل (خوشحال خان کی وصیت)، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۲۴ء، ص ۱۴۳

Hamad Iqbal, Dr. Allama, Bal-e-Jabreel (Will of Khushhal Khan), Sheikh Ghulam Ali and Sons, Lahore, 1924, p. 143

¹⁷ افغانستان، آزاد دائرۃ المعارف، ویکی پیڈیا

Afghanistan, Free Encyclopedia, Wikipedia

¹⁸ محمد اسماعیل ریحان، مولانا، تاریخ افغانستان، المناہل پبلشرز، کراچی، س۔ن، ۱/۲۴۴

Muhammad Ismail Rehan, Maulana, Tareekh Afghanistan, Al Manahl Publishers, Karachi, S. N, 1/244

¹⁹ افغانستان، آزاد دائرۃ المعارف، ویکی پیڈیا

Afghanistan, Free Encyclopedia, Wikipedia

²⁰ محمد اسماعیل ریحان، مولانا، تاریخ افغانستان، المناہل پبلشرز، کراچی، س۔ن، ۲/۳۳

Muhammad Ismail Rehan, Maulana, Tareekh Afghanistan, Al Manahl Publishers, Karachi, S. N, 2/33

²¹ محمد اسماعیل ریحان، مولانا، تاریخ افغانستان، المناہل پبلشرز، کراچی، س۔ن، ۲/۱۴۰

Muhammad Ismail Rehan, Maulana, Tareekh Afghanistan, Al Manahl Publishers, Karachi, S. N, 2/140

²² انوار حسین حق، روزنامہ جرأت، ۶ نومبر ۲۰۰۱ء، کراچی

Anwar Hussain Haqqi, Roznama Juraat, 6 November 2001, Karachi

²³ احمد رشید، طالبان (اسلام، تیل اور وسط ایشیاء میں سازشوں کا نیا کھیل)، عوامی کمپلیکس، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۲۰۸

Ahmad Rasheed, Taliban (Islam, Oil and the New Game of Conspiracies in Central Asia), Awami Complex, Lahore, 2001, p.208